

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اشارات

خلیجی حالات کے متعلق ایک بے تکلف دوست کا خط ملا۔ اسی کے جواب میں یہ اشارات لکھے گئے، کیونکہ مسئلہ خلیج آجکل ہر محفل میں زیر بحث اور ہر مسلمان کے لیے وجہ اضطراب ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ قومی و دینی و عالمی مسائل میں دلچسپی لیتے ہیں اور کبھی کبھار انہماکِ خیال بھی کرتے ہیں۔ پھر اچھی بات یہ کہ آپ کا دامن فکر قرآن و سنت سے بندھا رہتا ہے۔ یوں ہم بنیادِ دمی طور پر متحد ہوتے ہوئے دوستانہ اختلاف کر سکتے ہیں۔ چند ابتدائی باتیں۔

پہلی بات یہ کہ تاریخ جب زیر تشکیل ہوتی ہے تو آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہونے کے باوجود حالات کی اگلی کروڑوں کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جاسکتی۔ دوسری یہ کہ قرآنی آیات و احادیث کے متعلق مثلاً سورہ مائدہ آیت ۶۴ یا سورہ مائدہ آیت ۵۱ کے بارے میں ہی نہیں، عمومی طور پر یہ پیش نظر رکھیے کہ ان کے صحیح منطوق کو متعین کرنے کے لیے مسائل کے سارے اینچ پینچ دیکھنے پڑتے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ کون سی آیت فوراً نتیجہ دیتی ہے، کون سی ایسی ہے کہ پچاسوں سال یا صدیاں گزرنے کے بعد اس کے نتائج سامنے آتے ہیں، نیز کس بنا پر کسی خاص واقعہ پر اسے چسپاں کرنا لازم ہے۔

تیسری یہ کہ جب معاملہ کسی فرد یا قوم یا واحدہ کے کسی متعینی عمل کا ہو تو اس

پر غور و فکر کر کے نتائج نکالنا آسان ہے۔ مگر جب چار پانچ قوموں کا عملی درعمل کام کر رہا ہو تو پھر ہم جیسے عامیوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک نے عمل کو الگ الگ لیں اور اس کے متعلق رائے قائم کریں، بعد ازاں مشیت کے متنی پروگراموں کے متعلق تیس آرائیاں کریں جو پردہ غیب میں ہوں۔ ایسی کوشش کو قرآن نے رُجھا یا لقیب کہا ہے۔

یعنی مشکل یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف آپ تاریخی حرکت و عمل کے ظاہری دلائل و وجوہ کو دیکھتے ہیں، دوسری طرف آپ کی نظر الہامی آیات و اشارات پر ہوتی ہے، پھر ان کو حسبِ منشا یعنی جیسے آپ کا مطالعہ و تفکر رہنمائی کرے، باہم دگر چسپاں کرتے ہیں۔ اس طرح تو بیان میں رنگ تضاد آجاتا ہے جو قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیوں کو درمیان میں لانے کے بعد اچھا نہیں لگتا۔ یہ تو عجیب ہے کہ الہامی ختمیت جیسی اور قیاس آرائیاں بھی۔

چوتھی بات یہ کہ ایسی پریچ بگٹوں میں آدمی بسا اوقات کسی بڑے مجرم کو دیکھتا رکھ دیتا ہے، اور کسی اور مضطرب و مجبور کو تاہ کار کو پکڑ کر اپنی حالت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ یہی آپ نے سعودی عرب کے سامنے کیا۔

اب میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے حالات کی وہ ترتیب رکھوں، جس کے مطابق مختلف کردار رونما ہوئے اور انہوں نے تاریخ کے اسٹیج پر اپنا کمال پیش کیا۔

۱۔ صدرِ امِ حسین اور اس کے ساتھ عراق اس ڈرامے کا اصل ہیرو ہے۔ ذرا قرآن سامنے رکھ کر عراق کی دورِ بعثی کی تاریخ دیکھیے، پھر اس کے ایران پر حملے کو لیجیے، پھر کردوں پر کیمیکل بم برسا کر دو منٹ میں بستیوں کی بستیوں کو موت کی نیند سلا دینے کے واقعات پر نظر ڈالیے، پھر کویت پر اس کی چڑھائی کو لیجیے۔ پھر سعودی عرب کو اس کی طرف سے دیئے جانے والے چیلنج کو دیکھیے۔

ہر جزو ظلم ہے، جنگِ مسلم قوم بخلافِ مسلم قوم اشد ظلم ہے اور دنیا بھر میں

مسلمانوں کے لیے رسوا کُن بھی، اور باہمی پھپھیدگیاں پیدا کرنے کا سبب بھی۔ عراق نے کویت کو جس طرح تہس نہس نہیں کیا ہے، جس طرح وہاں سے دولت سرکار ہی نہیں، گھروں کے سامان ٹوٹے ہیں۔ اعلیٰ خاندانوں کی عورتوں کو سڑکوں پر لاکر جس طرح ان کو نشانہ ہوس بنایا ہے، جس طرح غیر نیکیوں کو بلا جواز شرعی پابند کیا ہے اور ستایا ہے، اور جس طرح پاکستان کے ہزاروں قابل افراد اور مزدور افراد کو طرح طرح سے دق کیا ہے، اذیتیں دی ہیں۔ ان کے سامان اور ان کی جمع پونجی تو رہی ایک طرف، جو سامان یا کٹڑیاں وہ لے کے کسی طرف بھاگے ہیں، ان کو راستے میں جگہ عراقی پولیسوں پر روک کر ان کے سامان چھیننے لگے، گھڑیاں اور زیورات توٹے گئے۔ حتیٰ کہ اکثر لوگوں کی تو کٹڑیاں بھی گئیں۔ بے شمار مجبائی ریگستان ہیں لوگوں کے مقبضہ کھاتے اور سائے اور روٹی پانی کو ترستے بچوں کو بچانے کی کوششیں کرتے رہے۔ بہت سے لوگ کو گولی مار دی گئی، کئی بچے اور بڑے صحرا کی مہلکی میں بھین گئے۔ ایک آزاد اور بین الاقوامی طور پر مسئلہ ریاست کا وجود ختم کر دیا گیا۔ اس کے محلات اور عمارتوں کو توڑ پھوٹ دیا گیا، اس کے تیل کے چشموں پر قبضہ کر لیا گیا۔ مقامی آبادی کو نہ صرف لوٹ لیا گیا، بلکہ وہ بدترین غلامی میں مبتلا کر دی گئیں، چنانچہ نوجوانوں کو عراق لے جا کر غلاموں کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے، زچگل سے ہسپتال۔ انکیوبیٹرز سے نومولود بچوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا اور وہ دنیا میں پوری طرح آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی عدم آباد کو سدھارے۔ زچگان کو نہایت بڑی حالت میں کھڑک دیا گیا۔ اور کچھ کی موتیں واقع ہوئیں۔ میرا خیال ہے کہ تاتاریوں کے بعد ایسی درندگی اور کسی نے نہ کی ہوگی۔

ظ۔ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شر مائیں یہود

یہود تو خوب بغلیں بجا رہے ہیں کہ ہمارا نظام کرنے کے لیے خود مسلمان زیادہ چیرہ دست اور بے رحم ہیں۔

اتنے بڑے حادثہ ظلم پر آپ کے اعصاب میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوئی اور نہ آپ کو کوئی آیت اس کردار اور اس رویے کے متعلق یاد آئی۔

یہ بھی آپ کو شاید زیادہ اچھی طرح معلوم ہو گا کہ جزیرہ کے سرے پر واحد یہ ایسی ریاست تھی جس نے اسلامی جمہوریت کی راہ پر خاصی پیش قدمی کر لی تھی۔ جس کے بعض لوگ عیاشیاں بھی کرتے ہوں گے، مگر جتنی بڑی مقدار دولت عوام کی ضروریات اور صحت و تعلیم پر خرچ ہوتی تھی ایسا معیار اور کہیں بھی نہ تھا۔ پھر یہاں وہ سرچشمہ ٹاٹے فیض جاری تھے، جن کے ذریعے دنیا میں اسلامی جہاد اور اسلامی تعلیم اور اسلامی دعوت اور عظیم بچوں اور بیواؤں کی وسیع پیمانے پر خدمت ہو رہی تھی۔ یہی خدمت اصل میں مغرب کو کھٹکتی تھی کہ اس سرچشمہ کو پاٹے بغیر فنڈ انٹیل ازم کی نشوونما کا سدا بہا نہیں ہو سکتا۔

ہماری اُمت کے ایک "جنگی مجذوب" قسم کے قائد نے دشمن کا یہ کام کر دیا۔ افسوس ہے کہ ہمارے پاس ناصر اور صدام جیسے "جنگی مجذوب" ہی رہ گئے ہیں۔ کوئی بدتر لیڈر، جو آپ کی طرح قرآن کی آیات اور رسول کی احادیث پر غور کرے اور سوچ سمجھ کر تاریخ میں اپنا مقام متعین کرے اور سب سے پہلے خود عالم اسلام کے بارے میں طے کرے کہ متحد مغرب کا فکری، تہذیبی، معاشی اور عسکری مقابلہ کرنے کے لیے کیا طریق کار یہ رہ گیا ہے کہ پہلے مسلمان آپس میں گھتم گھٹا ہوں۔ بے لاف، بے ج، اور بے ج کے خلاف۔

جب تک اس قسم کے جنگی مجذوب قائد ہمارے ہاں پیدا ہوتے رہیں گے اور جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ان کو صلاح الدین ایوبی بلکہ (نعوذ باللہ) مہدی تک سمجھتی رہے گی، اُس وقت تک مسلمانوں کے لیے تباہی کے سوا تقدیر کے پاس کچھ نہیں ہے۔ دُنیا نے عرب میں یہ نعرہ بھی گونجا کہ چاہے کوئی چور ڈاکو بھی اٹھے، لیکن لڑ بھڑ کر اپنا مقام بنائے اور اُس کی ترک تازیوں کی وجہ سے تمام مسلمان اس کے گرد جمع ہو جائیں تو ہمیں ہزار بار یہ منظور ہے۔ (الفاظ میرے ہیں، یعنی چوروں اور ڈاکوؤں کے ذریعے تو اتحاد ہو سکتا ہے، مگر خدا اور رسول اور قرآن و حرم کے ذریعے نہیں۔ ع)

یہ اُمت کتنی احمق ہو چکی ہے

آج صدام عربوں کی ایک بڑی تعداد کی نگاہ میں "ہیرو" ہے۔ آپ فلم میں دیکھتے ہیں ناں کہ ممکن نہیں ہوتا کہ کوئی شریک اور نیک دل اور با اصول آدمی "ہیرو" ہو، بخلاف اس کے شورش انگیز، ہنگامہ خیز اور مار دھاڑ کرنے والا کوئی آدمی ہیرو ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہماری ملی تاریخ کے سینما گھر میں بھی اسی قسم کے ہیرو اور لیڈر آئیں گے اور لوگ انہیں کی بھوتیاں پھوئیں گے۔

۲۔ دوسرے نمبر پر کویت کا مسئلہ مختصراً۔ لیکن اس کے متعلق بات پہلے کافی حد تک ہو چکی۔ مزید صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے حکمران اور شہری زیادہ تر شریف قسم کے پابندِ صوم و صلواتِ لوگ تھے۔ ان کی طرف سے کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ تھی۔ کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا، کسی کو دھکی نہیں دی، کسی سے کچھ پھینا نہیں۔ کوتاہی صرف یہ رہی کہ انہوں نے اپنی مضبوط فوج (چاہے وہ مختلط می ہو) جدید و افراسلحہ کے ساتھ تیار نہیں کی۔ اور نہ آس پاس کی ریاستوں اور سعودی عرب سے مل کر کوئی مشترکہ نظامِ نفع تیار کیا۔

اس کوتاہی کی سزا میں کیسے کیسے لوگ کن کن حالات سے دوچار ہوئے، بڑا سامانِ عبرت ہے یہ۔
کویت کو جس جرم کی سزا مغرب والوں نے بڑے ہی پھیر سے دلوائی ہے وہ یہ ہے

۱۔ کچھ لوگ یہاں بھی فوج کے وقار کو مجروح کرتے رہتے ہیں، دوسری طرف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ دفاع پر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بجائے ذریعہ و صنعتی اور تعلیمی و معالجاتی ترقی کو اصل میدانِ توجہ بنانا چاہیے۔ ایسے بزرگ چہرہ کویت اور سعودی عرب وغیرہ کے حالات سے سبق لیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک وقت کی روٹی پر اکتفا کر کے اپنی فوج کو موجودہ حالت سے دوگنی طاقت تک پہنچانا چاہیے۔ اس غرض کے لیے ایک دس سالہ منصوبہ بنا لیا جائے۔ ہم خدا اور رسولؐ کی محبت کے ساتھ میں سعادت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

کہ جیسے آپ نے بیان کیا، امریکہ وغیرہ کو یہ رپورٹیں جگہ جگہ سے مل رہی تھیں کہ افغانستان میں، بنگلہ دیش میں، سری لنکا میں، پاکستان میں، سوڈان، الجزائر، الجزائر، الجزائر اور مصر میں ہر جگہ کوئی قوت مغربی تاخت و تاریح کی مزاحمت کر رہی ہے۔ خصوصاً صلیبیوں کا مشنری کام بے حد خراب ہو رہا ہے۔ جو ابی مسلم طاقت زور پکڑ رہی ہے۔ اور ادارے بنا کر تیزی سے کام کر رہی ہے۔ اس پر امریکہ اور مغربی طاقتوں نے تحقیقات کی اور یہ راز پکڑ لیا کہ یہ ساری "شرارت" کویت کو ہے۔ پس کویت کو سزا دینے اور اس "اڈے" کو اڑا دینے کا فیصلہ ہو گیا۔

اس کی تفصیل کہ کویت کے خزانے کی گرانٹس اور تاجروں اور مالداروں کی طرف سے جو فنڈ مختلف دائروں میں کام کر رہے تھے مولینا خلیل حامدی کی قلم سے متعدد اخباروں میں چھپی ہے، اسے ضرور پڑھ لیں۔ ایک گنجلک قضیے کو سامنے رکھا ہے تو پہلے اس کی ساری معلومات تو جمع کریں۔

یہ بات آگے بیان ہوگی کہ کویت کا خاتمہ کرانے کے لیے صدام حسین کو کس طرح آلہ کار بنایا گیا۔

۳۔ اب ہم تیسری طاقت کو لیتے ہیں جو بظاہر الگ تھلک دکھائی دیتی ہے، مگر اس کھیل کا ایک اہم نگر پس پر وہ کردار ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے ہی کہ صدام حسین نے کچھ ہی عرصہ قبل اسرائیل کو دھکی دی تھی کہ وہ اس پر حملہ کرے گا۔ میرے خیال میں ابھی وہ اس قابل نہیں تھا اور اسے یہ بات چند سال اور بیٹنے میں دبا کر رکھنی چاہئے تھی، بشرطیکہ وہ مدبر ہوتا۔ بدقسمتی سے وہ مجذوب نکلا اور مجذوب کی بڑ تو مشہور ہے ہی، اس نے قبل از وقت اسرائیل کو چوکھا کر دیا۔ آپ کا مطالعہ اتنا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ غارت گران مغرب جب کسی طرف سے جنگ کا خطرہ نمایاں طور پر محسوس کرتے ہیں تو یا تو وہ غیر جنگی چالوں سے اس کا انسداد کرتے ہیں یا التوا کرتے ہیں، یا پھر اس کا رخ اپنے کسی حلیف سے ہٹا کر دشمن طاقت دسب سے بڑے دشمن مسلمان

ہیں۔ خصوصاً فنڈ انٹلسٹ، کی طرف موڑ دیتے ہیں۔

سفارت خانہ اور را کے مردانِ خاص (وزنابِ خاص) اور تمام ٹھیکہ دار اور انجینئر اور بڑے درجے کے دفتری اور کارخانہ داری نظام میں کام کرنے والے سب تازہ بہ تازہ رپورٹیں ہمیشہ اپنے ملک کو بھیجتے رہتے ہیں۔ اور تمام عرب ممالک کو آگاہ ہونا چاہئے کہ بھارت جہاں ان کو اقتصادی طور پر نیچوڑ رہا ہے اور ثقافتی طور پر خلل انداز می کر رہا ہے، وہاں وہ پورے زور سے جاسوسی کر رہا ہے، کیونکہ اس کے لیڈروں نے اسلامی ممالک کو رام راجیہ کے زیر اثر لانے کے لیے ایسے صریح اعلان کر رکھے ہیں جو تاریخ کے ریکارڈ پر محفوظ ہیں۔

ہاں تو بڑی اسکیموں کے علاوہ بھارت کی تجارتی اور ثقافتی اسکیمیں بھی کام کرتی ہیں۔ خاص بات یہ کہ عراق کو کیمیکل وار فز کے لیے بھارت نے بھی مدد دی ہے۔ بذریعہ سامان بھی اور بذریعہ ماہرین بھی۔ کیمیاوی سامان بھجوانے کی خبر تو ابھی دس پندرہ روز پہلے اخبارات میں آچکی ہے۔

تو بھارت کے ڈپلومیٹ اور ماہرینِ صدام حسین اور اس کے معتمد علیہ حلقہ خاص (جو بہت مختصر ہو گا) کام کرتے رہے ہیں۔ کچھ چالیں انہوں نے ایران کی جنگ کے زمانے میں چلی ہوں گی اور کچھ اب بڑی لجاجت سے دہاتھ جوڑ کر، کام لیتے ہوئے سرگوشیاں کی ہوں گی کہ آپ کو خدا نے ایک ایسی قوت بنا کے اٹھایا ہے کہ سارا عرب آپ کے زیر نگیں ہو گا، جس کے معنی یہ ہیں کہ مشرق وسطیٰ کا تیل آپ کے پائپوں سے دنیا کو ملے گا۔ تو سرکار آپ اسرائیل کی جنگ کو موخر کر کے پہلے ایک دہاتھ کویت پر مار لیں۔ آخر بھارت کو بھی کویت کی خدمتِ اسلام کی سرگرمیاں گراں گذرتی ہوں گی، اور پھر طاقت بڑھ جائے گی۔ بیچ میں ہو سکے تو سعودی عرب کو بھی سبق سکھا دیجیے۔ بعد ازاں اسرائیل کا معاملہ سہل تر ہو گا۔ آپ کی اتنی بڑی سلطنت ہو گی اور دنیا بھر کے مسلمان آپ کے ساتھ ہوں گے، ہر طرف واہ واہ ہو گی۔ یہ بھونک دی گئی تو ”مجاہدین“ نشتے میں آگیا۔ اور آناً فاناً کویت کا صفایا ہو گیا۔ نہ اسلام کی

طرف سے کوئی اذن (SANCTION) نہ عقلی انصاف اس کا ردوائی کے حق میں اور نہ بین الاقوامی سمجھوتے اور ضابطے اور حقوق انسانی کے چار ٹرڈریو جواز۔ یہ بھارت جو اشد درجے کی بہیمیت سے کشمیری نوجوانوں کو قتل اور خواتین کے نوامیس کو تباہ کر رہا ہے، جس نے اپنی کثیرالعدد مسلم اقلیت کو متعصب غیر عقلی مذہبیت کی چکی میں بار بار پیسا ہے، وہ اب کویت میں جھاڑو پھروا چکا ہے اور سعودی عرب کو صدام کے نشانے پر لے آیا ہے۔ محض اس لیے کہ اسرائیل بیچ نکلے۔ اور اسرائیلی سپاہی اور جاسوس امریکی فوج کے اندر شامل ہیں اور اب وہ مشرق وسطیٰ، خصوصاً سعودی عرب کا جنگی اور نفسیاتی جائزہ ضرور لے رہے ہوں گے۔

افسوس کہ یہ دشمن دین و ملت آپ کو نظر آیا ہی نہیں، اور کیسے آئے جب کہ وہ پس پردہ رہ کر سلسلہ جنبائیاں کر رہا ہے۔

یہاں آخر میں میں یہ امر بھی واضح کر دوں کہ انڈیا کی تفصیلی کارگزاری کے باوجود امریکہ کا براہ راست دخل بھی ہے۔

امریکہ عراق پر بڑے اثرات رکھتا تھا۔ ایران سے عراق کی جنگ کے دوران میں امریکہ نے عراق کو بہت مدد دی، کیونکہ وہ جذبہ انتقام کے زیر اثر تھا۔ بڑی طاقتوں سے بسا اوقات کسی چکر میں آکر ایسی بیوقوفیاں ہو جاتی ہیں کہ بعد میں ان کو خمیانہ جھگٹنا پڑتا ہے۔ پہلے یعنی دور میں روس نے عراق کو مضبوط کیا، اب جب روسی سلسلہ ختم ہوا تو امریکہ نے نوازشات فرمانا شروع کیں۔ بلکہ ساتھ ہی کویت اور سعودی عرب نے بھی عراق کو مالی مدد دی، کیونکہ اُس نے جنگ کو ایرانیوں اور عربوں کی جنگ قرار دیا۔ اب عراق اتنی قوت رکھتا ہے جتنی کسی عرب ملک کے پاس نہیں ہے۔ اب امریکہ کی شرارت دیکھیے کہ صدر گیش نے تقریروں اور بیانیوں میں صاف اشارہ دیا کہ عراق کویت پر حملہ کرے تو امریکہ دخل نہیں دے گا۔ اس بیان پر امریکہ کی کانگریس کی تعلقات خارجہ کی سب کمیٹی میں حکومت اور اپوزیشن کی دونوں پارٹیوں نے سخت گرفت کی ہے کہ اس واقعہ کی ذمہ داری ہم پر آتی ہے۔ اب دیکھیے کہ اسی کویت (اور ساتھ ہی سعودی عرب)

پہ کرم کرنے کے امریکہ کی بحریہ اور مغرب کی افواج خلیج میں موجود ہیں۔

لیکن یہ کام تنہا امریکہ ہی کا نہیں، اس میں بھارت کا بھی دخل ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ عراق و صدام سے بھارت کی دوستی ہے۔ برسوں سے بھارت وہاں کی تعمیراتی و تنصیبات کے ٹھیکے لے کر اپنے ماہرین اور "را" کے کارندوں — مردوں اور عورتوں — کے ساتھ عراق کی جڑوں تک اتر رہا ہے۔ تجارت، ثقافت، عسکری ضروریات وغیرہ میں بھارت کے عراق پر بڑے احسان ہیں۔ حال ہی میں بھارت نے کیمیکل بموں وغیرہ کے لیے سامان عراق کو بھجوا دیا ہے، جس کی خبر اخباروں میں آچکی ہے۔ ممکن ہے پہلے سے یہ سلسلہ چل رہا ہو اور اس ٹیکنالوجی کے ماہرین بھارت سے بھی لائے گئے ہوں۔ پھر بھارت جس کے سامنے مسلمان ملکوں کو زیر تسلط لینے کا منصوبہ قیامِ پاکستان سے پہلے اس کے اکابر نے بدسر عام فاش کر دیا تھا — فی الحال اس کا پہلا پروگرام یہ ہے کہ مسلم ممالک میں (خصوصاً مشرق وسطیٰ) نفوذ کے تعمیراتی اور تنصیباتی کاموں کے ٹھیکے لے، ہسپتالوں میں دخل حاصل کرے، تجارتی منڈیاں حاصل کرے، پوری پوری جاسوسی کرے، انگلش پریس میں اپنے انگریزی صحافیوں کو گھسسا کر پروپیگنڈا مشینری پر قابض ہو — اور جب جہاں موقع ملے، مسلم ممالک میں منافرت پیدا کرے، ان کو لڑائے اور تباہی پھیلانے۔

اسی جذبہ سے امریکی اور اسرائیلی (دونوں قومیں بھارت کی دوست ہیں) اشارے سے اس نے صدام حسین کو عالم عرب کی سرداری کا تصور دلاتے ہوئے کویت پر حملہ کرنے کی تفصیلی ترغیب دلائی ہوگی۔ قریب ترین چھوٹا سا ملک، دولت بہت، تیل بہت، فوج کم، پلک جھپکنے میں قبضہ ہو جائے گا۔ بعد میں یو این او چھینے گی اور امریکہ

لے مجموعی ملکی پیداوار تیار کروڑ تیس لاکھ ڈالر۔ کویت کے تیل کی برآمد ۱۹ لاکھ ۵ ہزار بیرل روزانہ۔ اس کے مقابلے میں عراق: ۳۱ لاکھ بیرل روزانہ، سعودی عرب: ۵۲ لاکھ، ۵۰ ہزار بیرل روزانہ۔

اور مغربی طاقتیں دوڑیں گی مگر وقت گزر چکا ہو گا۔

یوں کویت کا جھٹکا کیا گیا۔

اس "بی جاہ" نے ریگ زار عرب میں کویت کے آشیانے کو جلوا کر چند نمایاں مفاد حاصل کئے ہیں:

ا۔ پاکستان کی سرحدوں پر جمع کردہ فوج کے پرخطر اور عالمی حیثیت سے پُر ضرر مسئلے سے دنیا بھر کی توجہ ہٹوا دی ہے، بلکہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ خود مسلم ممالک کو ہماری اس مصیبت سے بے تعلق کر دیا ہے۔ اسی تبدیلی کی وجہ سے کیل سیکڑ کی طرف بھارتی حملے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

ب۔ اس سے بھی زیادہ بڑی کامیابی اس کی یہ ہے کہ مسئلہ کشمیر جسے حریت پسندوں کی سرگرمیوں نے بھرپور کتا ہوا آلاؤ بنا دیا تھا، اب مسلم ممالک اور عالمی قوتوں کی توجہ اس سے ہٹ گئی ہے۔

ج۔ بھارت کے تعلقات ایک طرف عراق سے اور دوسری طرف اسرائیل سے بہت بڑھ گئے ہیں۔

د۔ افغانستان، بنگلہ دیش، مقبوضہ کشمیر اور خود پاکستان میں جو خاموش قسم کی امدادی سرگرمیاں دینی اداروں نے کیے جا رہی تھیں وہ یک لخت ختم ہو گئی ہیں۔ یہی اثر افریقی ممالک پر پڑا ہے۔

نوٹ:-

صرف ایک پہلو سے بھارت فی الحال خسارے میں ہے۔ خلیجی قضیے کی جو ڈرامائی تصویر یکا یک بن گئی ہے اس میں بھارت کو کوئی مقام نہیں مل سکا۔ اس کے لیے اس کی مساعی جاری ہوں گی اور ہمارا اپنا کام ہمسایہ کوئی نہ کوئی راستہ بنا لے گا مثلاً مغربی اقوام کی افواج اور بحریہ کے جہازوں کے لیے کسی طرح کی سپلائی اپنے قدم لے لینا، یا خلیجی حالات سے منڈیوں کی ترتیب میں جو تبدیلی آنے والی ہے، اس سے فائدہ اٹھانا۔

۴۔ اب ذرا ایک نظر امریکہ (+ اسرائیل) اور اس کے مغربی حواریوں پر۔ یہ تو واضح ہے کہ دیہود و مشرکین، بلکہ ہنود و نصاریٰ بھی) سب کے سب کی پالیسیوں کی ظاہری مسکراہٹ کے پیچھے اسلام اور مسلمانوں کے لیے خوفناک ڈانک چھپا ہوتا ہے۔ اس بارے میں آیت قرآنی (لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ ۗ اَوْلِيَاءَ) کے حرف حرف کی تصدیق ۱۴ صدیوں کی تاریخ بار بار کرتی چلی آرہی ہے۔ اب جو مغرب کے مادہ پرستوں نے دیکھا کہ میدان سے وہ حریف (روس) ہٹ گیا ہے جس کی سرد جنگ انہیں ایک لمحے کا وقفہ نہیں دیتی تھی، بہترین موقع ہے کہ جہاں سے جو مصدب ناسل کرنا ہو اور جسے جو نقصان پہنچانا ہو، وہ پہنچا لیں۔

چنانچہ پیش گوئی منت نے مشرق وسطیٰ میں ریویٹ کنٹرول سے ایک دھماکہ کر دیا، جس کا ذریعہ صدر صدام بنا۔ اس طرح ایک مسلمہ قوت کو جو ابھڑ کر خطرناک بن سکتی تھی (اسرائیل کے لیے) اسے اتحاد اسلامی کے امکانات کا راستہ روکنے کا ذریعہ بنا دیا۔

صدام نے کویت کا صفایا کر کے اور سعودی عرب کو جنگ کی دھمکی دے کر ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ بظاہر عرب کے تحفظ کے لیے سارا مغرب اٹھ پڑا ہے، اور تحفظ کی اس خدمت فی سبیل اللہ میں اسرائیل اور اس کے سپاہی بھی شریک ہیں۔

اب خلیج میں دنیا کی واحد سپر پاور اور اس کے حواریوں کا سمندر پر تخت بچھا کر بیٹھ رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ تقریباً پورے اسلامی ممالک پر اپنی نظریں اور پنچے گاڑ سکتا ہے۔ وہ اب براہ راست ہر جگہ مداخلت کر کے فنڈ انٹل ازم کی رو کو روک سکتا ہے، وہ قرضوں، ایڈ اور سفارتی ذرائع نیز پروپیگنڈے کے وسائل سے داخلی سیاست اور خارجہ تعلقات میں اپنا اثر استعمال کر سکتا ہے۔ خلیج میں صلیبیوں کا مرکز ہونے کا ایک اثر یہ ہو گا کہ ان کی مشنری سرگرمیاں پہلے سے زیادہ زور شور سے چلیں گی اور ان کے تعلیم و صحت کے ادارے لوگوں پر جسمانی اور

دماغی اثرات کے ساتھ ساتھ روحانی اثر بھی ڈالیں گے۔

اب سعودی عرب کے لیے بھی ممکن نہ ہوگا کہ وہ اپنے ریالوں سے عالم اسلام میں کوئی خدمات سرانجام دے سکے۔

سب سے بڑا مقصد اس فوجی و عسکری ہجوم سے یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے ساتھی جنگِ عظیم اول کے بعد جس طرح مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے علاقے بانٹ کر بیٹھ گئے تھے اور استعمار کے لمبے دور سے مسلمانوں کو گزرنا پڑا۔ اب پھر یہ ہونے والا ہے کہ تیل کے چشتے جہاں جہاں ہیں وہاں مناسب تعداد میں فوج بٹھا دی جائے گی اور دلیل یہ ہوگی کہ چونکہ عرب حکومتیں تیل کے چشتوں کی حفاظت اور تیل کی سپلائی بحال رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ لہذا یہ فرض ہمیں انجام دینا ہوگا اس طرح نئے سرے سے ایک دورِ استعمار شروع ہوگا۔

۵۔ اب آئیے سعودی عرب کی طرف۔ ایک ایسا ملک جس نے کبھی کسی پر زیادتی نہیں کی، ایک ایسا ملک جس کے حکمران اگر کچھ کوتاہیاں بھی رکھتے ہیں تو خدمتِ حرمین کے سلسلے میں ان کا ہر سال بڑھتا ہوا پروگرام اور توسیعات اور سہولتیں، بہر حال وہ مسرت ہیں اور اب تو وہاں کی یونیورسٹی، طلبہ کی عالمی تنظیم، تعلیم کے لئے ملکیوں کے علاوہ غیر ملکی مسلمانوں کے لئے انتظامات، لائبریریاں، دینی و علمی خدمات کا سالانہ فیصل ایوارڈ عام معاشرے میں لوٹ مار اور خیانت و فریب کی روش کا نہ پایا جانا اور جرائم کا دنیا بھر سے کم ہونا۔ ایسے مسلم ملک کے متعلق کسی دوسرے مسلم ملک کے طالع آزما مجذوب لیڈر کا جنگ کی دھمکیاں دینا سخت افسوسناک ہے۔ صدام نے پہلے ایران سے لڑ کر، پھر کویت کو فتح کر کے اور پھر سعودی عرب کو دھمکی دے کر گویا پورے عالم اسلام پر وحدت اور امن کے امکانات کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

ایسی صورت میں جبکہ سعودی عرب نے ایک جنگجو ملک کی حیثیت سے تو کجا، مناسب دفاعی تیاریوں کی بھی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ اسے اگر خطرناک صورت پیش آجائے تو وہ کیا کرے؟

امریکہ، روس اور مغرب کے کسی ملک سے امداد طلب کرے تو آپ آیت سنائیں گے کہ لا تتخذوا الیہود..... الخ پھر کیا پاکستان اس پوزیشن میں ہے کہ اس کی مدد کرے؟ ہم تو خود محولہ آیت کے انتباہ کے باوجود امریکہ، فرانس، آسٹریلیا، جرمنی اور چین سے سامان اور نقد امداد لیتے ہیں۔ کیا مصر سے کام دے سکتا ہے؟ سوڈان؟ عمان؟ انڈونیشیا؟ ملائیشیا؟ ایران؟ شام؟ وہ کسے پکارے۔ آپ کے گھر جب آگ لگ جائے تو اسے بجھانے کے لئے آس پاس رہنے والے یہود و نصاریٰ تک کو نہیں پکاریں گے کہ دوڑو، آگ بجھو، کیا ہندوؤں اور سکھوں کو نہیں بلوائیں گے کیا تلاش کریں گے کہ کوئی مسلمان ملے تو اس سے مدد لیں۔ چاہے وہ خود صاحب فراش ہو۔

دلی دوستی اور قلبی تعلق ہمیشہ ہم فکری اور ہم مقصدی سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کے بے شمار کام قلبی تعلق کے بغیر بھی چلتے ہیں۔ کوئی بیمار کسی سے مدد طلب کرتا ہے، کوئی کسی سے بوجھ اٹھوانے کے لئے کہتا ہے، کوئی کاروبار میں کسی سے لین دین کرتا ہے، کوئی کسی کا ہم سفر بنتا ہے تو کئی کام اس کے کر دیتا ہے اور کئی امور میں اس سے مدد لیتا ہے۔

یہ نکتہ آپ نے عجیب لکھا ہے کہ تیل کی جو دولت ہے وہ شاہ فہد کی ملکیت نہیں (جی ہاں، اسی لئے خطرہ ہے کہ اب اس کے آزادانہ اقتدار میں نہ رہے، مگر سوال یہ ہے کہ آپ کے ہاں جو سوئی گیس پیدا ہوتی ہے یا ایران سے تیل نکلتا ہے یا بحر میں کپاس کی پیداوار ہوتی ہے وہ کب کسی شاہ یا آمر یا جمہوری صدر یا وزیر اعظم کی ملکیت ہوتی ہے؟ لیکن جب بھی کسی قوم پر جنگ کی آزمائش آجاتی ہے تو اس کی ساری پیداواری جو دولت فراہم کرتی ہیں وہ دفاع پر خرچ ہوتی ہیں۔ اس وقت کی وقتی ضرورتوں کو چھوڑ کر تیل اور مسلم ممالک کی پیداواری اور ان سے حاصل ہونے والے سرمایہ کے صحیح استعمال کا خاکہ الگ سے سوچنا ہے اور اس کے لئے کچھ دیہ محنت کر کے فضا تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر کسی کے پاس اسلحہ کم ہو تو اس کے حصول کے لئے وہ قومی خزانے کو استعمال کریگا اور اگر سپاہ کم ہو تو لازماً کرائے کے سپاہی (MERCENRIES) یا بالمعاوضہ مکمل فوج حاصل کرنی پڑے گی۔ درنہ اگر آپ شاہ فہد کو اس بات کا پابند کر دیں کہ تیل کی دولت کو تم اپنی دفاعی طاقت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے تو پھر نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ صدام صاحب کا ہتھوڑا اچلے اور سفایا کر دے۔ یہاں تک کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں حرمین اور سر زمین حرمین کی مکمل تباہی اور توہین ہو۔ پھر یہاں بھی صدام کی حکومت آجائے، سب کچھ ٹوٹے، توڑے چھوڑے اور سعودی عرب کو بھی صوبہ بنا کر ختم کر لے۔ پھر چاہے وہ سعودی عرب کے تیل کی دولت کو اپنے اور کویت سے چھینے ہوئے تیل کی دولت کے ذریعے من مانے طریق سے عالم اسلام کی تباہی اور وحدت اسلامی کے خواب کو پریشان کر کے چھوڑے۔

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی خاص زد شاہ فہد پر پڑی لیکن اور کسی آمر یا سلطان یا صاحب ولایت فقیہہ پر نہ پڑی کہ اس کے ہاں جو تیل کی یا دوسری دولتیں جمع ہیں وہ ان کو خرچ کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ یا تو یہ اصول سب کے لئے سامنے لائیں اور سب سے منوائیں یا خاص شاہ فہد کو نشانہ بنانے کی جاہل دارانہ روش سے پرہیز کریں۔

پھر اسی ضمن میں مائدہ کی آیت ۶۴ سے آپ کا استدلال کہ یہودی جب بھی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتے ہیں۔ جی ہاں انہوں نے فلسطینی عربوں کو کھڑی کرنے کی آگ بھڑکائی اور وہ بجھ گئی۔ پھر انہوں نے عرب علاقے ساتھ ملا لئے تو وہ آگ بجھ گئی۔ اب عراق کی زد سے بچنے کے لئے ایک آتشیں جنگ کا شعلہ بھڑکوا کر کویت کو بھسم کر دیا اور اب وہ آگ بھی پھر بجھ گئی۔

یعنی آیت سے یہ مطلب نکالنا کہ یہودیوں کی لگائی ہوئی ہر آگ خود بخود بجھتی رہے گی تمہیں پریشان ہونے اور انتظامات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس آیت کو آپ از سر نو سمجھنے کی کوشش کریں۔

۶۔ اس گفتگو کے باوجود میں آیت ”۶۴ تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ... الخ“ کے بنیادی

سبق کی طرف بھی توجہ کرتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایمان، خودی اور ملی غیرت کا تحفظ بغیر اس کے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ :

۱: وہ باہم وگر چند اصول و مقاصد خود اپنے دین سے اخذ کر کے ان پر متحد ہوں نہایت ہی قابل شرم مقام ہے کہ ان کے دشمن کس آسانی سے وقت کے کسی بھی مسئلے پر اپنا متفقہ راستہ نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ مسلمان ریشی تک کے معاملے میں ان کا ایکتا سامنے ہے جس کی بنیاد بڑی مجہول ہے۔

لیکن مسلمانوں میں صدیوں سے یہ بیماری لگ گئی ہے کہ بہت سے ملکوں کا اتحاد تو کجا، کسی ایک ملک کی جماعتوں اور نسلوں اور صوبوں کا آپس میں اتحاد نہیں ہو سکتا۔ خود کسی ایک گروہ میں پوری طرح وحدت نہیں پائی جاتی بلکہ ہر جماعت یا گروہ چند سالوں میں دو حصوں میں بٹ جاتا ہے پھر آگے چل کر اور نئی شاخیں نکل آتی ہیں۔

عقل جبران ہے کہ بے اتفاقی کی وجہ سے تاریخ میں بار بار ماریں کھا کر بھی ہمیں ہوش نہیں آ سکتی۔ وہ اہم قوت جسے دوسری قوتیں محض عقل سے دریافت کر کے اس کی پابندی کرتی ہیں۔ ہم ایمان رکھنے والے لوگ ان سے بھی نمونہ نہیں لے سکتے۔

ج: دوسری اشد ضروری چیز یہ ہے کہ حکمرانوں اور عوام کا رشتہ اسلام کے شعور اور نظام نے جس طرح استوار کیا ہے اس کا نقشہ مرتب کرنے کے لئے ایک وسیع کمیٹی علماء اور دانشوروں پر مشتمل مقرر کی جائے کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق اور خلفائے راشدین کے اسوہ کے مطابق صحیح اسلامی نظام حکمرانی کو طے کرے اور سارے مسلم ممالک اس کی پابندی کریں۔ اس طرح مغربی افق پر سیاست کے لادین تصور سے ہمیں نجات بھی ملے گی اور معاشرے بھی زیادہ محکم اور خوشحال ہوں گے۔

ج: یہ بھی اشد ضروری کام ہے کہ زندگی کی تقریباً تمام ضروریات جو صنعت سے حاصل ہوتی ہیں۔ پن سے لے کر ہوائی جہاز تک وہ مسلم ممالک میں بننی چاہئیں۔

د: تمام ادویات میں ہمارے ممالک کو خود کفیل ہونا چاہیئے۔

س: اسلحہ سازی کا مکمل کام ہمارے اپنے ہاتھوں میں آ جانا چاہیئے۔

س: مسلمان ملکوں سے کوئی سرمایہ باہر جا کر دوسروں کے کام آنے کے بجائے اپنے ممالک کے صنعتی، کیمیکل اور اسلحہ جاتی کاموں میں لگنا چاہیے۔

ص: پیر ویگنڈہ کی پوری مشینری، علمی سطح سے لے کر صحافتی سطح تک ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے۔

ط: اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے ہمیں اپنا جداگانہ تشخص نہایت سختی سے قائم اور محفوظ رکھنا چاہیئے۔

ع: دولت کے جمع کرنے اور استعمال کرنے پر اس دور میں جو قباحتیں نمودار ہوئی ہیں۔ ان پر قدغن لگانا چاہیئے۔ اعلیٰ و ادنیٰ سب لوگ متوسط کفالتی گزراں کو باہمی آراء سے اپنے لئے لازم کر لیں۔

یہ کام اگر کریں تو پھر نہ صرف وہ آیت جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، بلکہ قرآن کی ساری آیات ہمارے گرد جھرمٹ کر کے ہمیں ایک ناقابلِ تسخیر چیز بنا دیں گی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اور اگر یہ نہیں تو پھر سب کھیل تماشے ہیں۔ فتوحات اور شکستیں ڈرامے ہیں، کامیابیاں اور ناکامیاں مذاق ہیں۔ یہ ساری چیزیں آخرت کے کھلیان ہیں سے اس طرح اڑ جائیں گی جیسے جھبے۔

کیا بنے گا!

مضمون ختم ہوا مگر مجھے بہت دکھ ہے اس بات کا خلیجی ممالک کے مسلمان ہوں یا دوردراز کے، فرد ہوں یا ادارے، علماء ہوں یا اخبارات اس مسئلے پر بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ان کی کوئی لگی بندھی رائے نہیں۔ گو یا قرآن و حدیث کی روشنی سے محروم ہیں۔ ایسی ملت کا کیا بنے گا؟ (نتیجہ - ص)